بلالحاظ جنس، ذات پات اور نسلی امتیاز کے فراہم کرے۔
آمدنی میں مساوات کی خاطر ایسی دفعات بھی رکھی گئی ہیں جن کا مقصد سود کا خاتمہ اور سماجی برائیوں کی بیخ کنی ہو۔

تحقیقی لحاظ سے ذاتی ملکیت کی حیثیت نیابت کی ہوتی ہے، اگر کوئی نیابت سے بڑھ کر اس میں ناجائز تصرف کرتا ہے تو پھر یہ ذاتی ملکیت سماجی انصاف اور مالی مساوات میں بڑی رکاوٹ ثابت ہوتی ہے۔ نئے آئین میں اس کا بھی اس طرح سدباب کیا گیا ہے کہ اس میں پارلیمنٹ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ذاتی ملکیت کی تحدید کرے اور ایسے قوانین تیار کرے جس کی رو سے ناجائز طریقوں سے کمائی ہوئی دولت کو حکومت بحق عوام ضبط کر سکے۔ یہ اور اس قسم کے دوسرے دفعات ایسے ہیں جن کو دیکھ کر یہ امید پیدا ہو گئی ہے کہ صدیوں سے جو اس ملک میں معاشی ناانصافی اور استحصال جاری ہے اس کا اس آئین سے سدباب ہو جائے گا۔

یہ خبر علمی اور ادبی طبقہ میں افسوس سے ہی سنی جائے گی کہ مولانا دین محمد ادیب، فیروزشاہ سندھی، ایک طویل علالت کے بعد اسی سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ مرحوم اس علاقہ کے بڑے فقیہ، ادیب اور عظیم فارسی اور سندھی گو شاعر تھے۔ آپ کا مولد و منشأ فیروزشاہ سندھ تھا، اور مرحوم استاذ العلماء علامہ الحاج عطاء اللہ فیروزشاہی کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے اور علامہ فیروزشاہی سے بھی ان کو شرف تلمذ حاصل تھا۔ اس کے بعد ان کے تلامیذ اور تلامیذ کے تلامیذ سے ان کو تحصیل علم کا موقعہ حاصل ہوا۔ مولانا الٰہی بخش سندھی جیسے بزرگ فارسی گو شاعر کی خدمت میں رہنے کی وجہ سے مولانا ادیب کو فارسی اور سندھی شعر میں ملکہ پیدا ہوا۔ مثنوی مولانا روم کا سندھی نظم میں مکمل سہل اور عام فہم ترجمہ کیا۔ اس علمی کارنامے پر حکومت ایران کی طرف سے مولانا ادیب فیروزشاہی کو وظیفہ بھی مقرر ہوا تھا۔ اور "کلیات ادیب" مولانا مرحوم کے فارسی اشعار کا ایک مجموعہ بھی چھپا ہے جس پر سندھی ادبی بورڈ جیسے مشہور علمی ادارہ سے مولانا کو پانچ سو روپے کا انعام ملا۔

اور یہ کتاب بھی چھپ گئی۔

مولانا ادیب فیروزشاہی، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ مولانا تھانویؒ کی زیارت کے لئے تھانہ بھون بھی گئے تھے۔ مولانا تھانویؒ سے ان کو جنون کی حد تک محبت اور عقیدت تھی، اس لئے مولانا تھانویؒ کے کئی اردو رسائل کا سندھی میں ترجمہ کیا اور کچھ کتابیں چھپ بھی گئی تھیں۔

مرحوم سالہا سال حیدرآباد سندھ کے نور محمد ہائی اسکول میں عربی اور اسلامیات کے استاد رہے اور تعلیمی مشاغل کے ساتھ تصنیف و تالیف سے بھی ان کو بڑا شغف تھا۔ تقریباً چالیس پچاس تک آپ کی تصنیفات بتائی جاتی ہیں۔

اس عظیم سانحہ میں ہم مولانا مرحوم کے اعزہ اور اقرباء سے شریک غم ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو غریق رحمت فرمائے اور ان کی اولاد اور اعزہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

ماہنامہ "الرحیم" اردو کی جگہ "الولی" کو جاری ہوئے ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور اب اس نے دوسرے سال میں قدم رکھا ہے۔ اس کو معیاری بنانے اور باقاعدگی سے شائع ہونے کی حتی المقدور کوشش ہوتی رہی۔ ہمارے قلمی معاونین بھی خلوص دل سے قلمی معاونت فرماتے رہے لیکن کاغذ کی ہوش ربا گرانی نے ہمارے لئے بڑی دقت پیدا کی ہے۔ ایک سال سے برابر یہ کوشش جاری رہی کہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے دونوں مجلّے ماہنامہ "الولی" اردو اور ماہنامہ "الرحیم" سندھی کے لئے نیوز پرنٹ کا سرکاری کوٹہ مل جائے لیکن آج تک دفتری موشگافیوں کی وجہ سے کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ چودہ روپے فی ریم کی جگہ ہم ستر روپے فی ریم خرچ کر رہے ہیں اور وہ بھی حیدرآباد جیسے شہر میں بڑی دقت سے مل رہا ہے۔ اس طرح رسائل سے جو آمدنی ہوتی ہے اس سے کئی گنا زیادہ ان کی لاگت پر خرچ ہوتا ہے۔ ان مجبوریوں کی بناء پر دوسرے سال کا یہ پرچہ ماہ اپریل اور مئی کا ایک ساتھ نکال رہے ہیں۔ قارئین حضرات ہماری مالی مجبوریوں کی بناء پر ہمیں معاف فرمائیں گے۔